سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ یکم فروری بوقت ۹½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اِس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں

اخبار احمدیہ

○ ربوہ یکم فروری۔ مکرم حافظ شفیق احمد صاحب جو یکم رمضان المبارک سے مسجد مبارک میں نماز تراویح کے دوران قرآن مجید سنا رہے ہیں۔ آج مورخہ یکم فروری (مطابق ۲۸ رمضان المبارک) کو نماز تراویح میں قرآن مجید کا ایک دور مکمل کریں گے۔ ربوہ کی جن دیگر مساجد میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنایا جا رہا تھا۔ ان میں ایک روز قبل ہی قرآن مجید کا ایک ایک دور مکمل ہو چکا ہے۔

○ ربوہ یکم فروری۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس مورخہ ۲۶ رمضان المبارک سے مسجد مبارک میں قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں۔ آپ نے سورۃ الزاریات سے درس شروع کیا تھا اور مورخہ ۲۹ رمضان المبارک کو سورۃ الناس تک درس دیں گے۔ اس طرح پورے قرآن مجید کا درس جو یکم رمضان المبارک سے شروع ہوا تھا مکمل ہو جائے گا۔ درس کے اختتام پر اجتماعی دعا ہوگی۔ درس روزانہ نماز ظہر کے بعد سوا بجے شروع ہو کر نماز عصر تک جاری رہتا ہے۔

○ ربوہ — مورخہ ۲۹ جنوری کو نماز جمعہ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر کے برادر نسبتی میاں عبدالحمید صاحب ابن میاں عبدالرحمٰن صاحب بسری نگر کا نکاح پانچ ہزار روپیہ مہر پر زکیہ جبین اختر صاحبہ بنت حکیم نظام جان صاحب گوجرانوالہ سے پڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

○ امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ رکھنا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمتِ دین بھی۔
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اسی سے روشنی حاصل کرو

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے

(۱) ”اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالےٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقوےٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین مع رسالہ عربی و علامات المقربین)

(۲) ”اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا — نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ“

(کشتی نوح ص۱۹ مطبوعہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

حقیقی عید کیا ہے
اور
ہم اسے کس طرح حاصل کر سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے بصیرت افروز ارشادات

مرتبہ ۔ خورشید احمد

حقیقی عید کیا ہے

"اصل عید جو ہوا کرتی ہے وہ دل کی خوشی ہوتی ہے۔ یہ جو بناوٹی عیدیں ہیں گو ایک حد تک فائدہ دیتی ہیں مگر عید وہی ہوتی ہے جو دل کی خوشی کی ہو۔ اور دل کی خوشی اطمینان قلب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور دل کا اطمینان سوائے اس کے نہیں ہو سکتا کہ خوف نہ ہو۔ اور خوف سے اس وقت تک انسان محفوظ نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ میرا ایسا پہرہ دار ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ پہرہ دار خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اس لئے حقیقی عید یہی ہے کہ انسان کو یقین ہو جائے گا۔ اللہ مجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ یہ عیدیں نمائش اور نمونہ کے طور پر ہیں۔ ان سے وہ سچی عید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو کسی وقت انسان سے جدا نہیں ہوتی۔ نہ دن کو نہ رات کو نہ اٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے۔ جس کو یہ نصیب ہو جائے اس کی نسبت سچے طور پر کہا جا سکتا ہے۔

ہر روز روز عید است وہر شب شب برات

ایسے انسان کی حالت ہر وقت خوشی، یقین اور اطمینان کی ہوتی ہے۔ ہمارے لئے بھی یہی سچی عید ہے۔ پہلوں کے لئے بھی یہی تھی اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی یہی ہوگی۔ خدا تعالیٰ ہمارے لئے پہلوں کی طرح ہی کرے۔ اور ہماری کمزوریوں کو دور کرے۔ اور جب تک وہ حقیقی عید نہ آئے یہ عیدیں اسی طرح کی ہیں جس طرح کسی بیمار کو عارضی طور پر آرام دینے کے لئے کوئین دی جاتی ہے۔ کیونکہ حقیقی خوشی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ حقیقی رنج دور ہو۔ اور یہ دور نہیں ہو سکتا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ خدا میرے ساتھ ہے۔"

(الفضل ۲۲ اگست ۱۵ء)

مسلمان حقیقی عید کا منہ کب دیکھ سکتے ہیں

"پس مسلمان حقیقی عید اور حقیقی خوشی اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب موجودہ عید سے عبرت حاصل کر کے کھوئی ہوئی دولت۔ عزت آبرو۔ ثروت۔ جاہ و جلال۔ تقوے و طہارت نیکی و عبادت، رتبہ و مرتبت کی تلاش اور اس کے حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کر کے ان گمشدہ چیزوں کو حاصل کر لیں گے۔ اور جس طرح ایک وقت تھا کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام تھا۔ اسی طرح اب بھی اسلام روحانی طور پر دنیا پر غالب ہو۔ اور جب مسلمان دلائل اور براہین علم اور عمل سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ کسی شخص کی گردن اسلام کے دلائل کے سامنے اونچی نہیں رہ سکتی۔ اور کوئی باطل اس حق کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ اسی وقت اور اسی وقت مسلمان حقیقی خوشی اور عید منانے کے قابل ہوں گے۔ اور وہی سچی عید دراصل خوشی کا دن ہوگا۔"

(الفضل ۲۳ جولائی ۱۸ء)

جماعت کو نصیحت

"میں اپنی جماعت کو خاص طور پر تاکید کرتا ہوں اور زور سے توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے ایک بہت بڑی عید مخفی ہے اور وہ وہی ہے کہ دنیا کے تمام لوگ آپ لوگوں کے ذریعہ سے حق اور راستی کی چٹان پر جمع ہو جائیں۔ اور پھر تمام ادیان اس حقیقی نور کے چشمہ سے پینے لگیں جو خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا کے بچاؤ کے واسطے نازل فرمایا۔ اور جس کے اظہار کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔"

(الفضل ۲۳ جولائی ۱۸ء)

ہماری عید یہی ہے کہ خدا مل جائے

"ہماری عید کیا ہے؟ یہ کہ ہمارا محبوب ہمارا خدا ہمیں مل جائے۔ جو شخص کوشش کرتا۔ اور محنت برداشت کرتا ہے۔ اس کو اس کا خدا مل جاتا ہے اور پھر ایسا آرام اور ایسی خوشی حاصل ہو جاتی ہے۔ جسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ دیکھو عید الفطر کے لئے اسلام نے ایک ماہ کے روزے فرض قرار دے کر خدا تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے جسمانی قربانی ضروری رکھی ہے۔ اور دوسری عید پر انسان ظاہری قربانی کرتا ہے۔ جو کہ اس بہت بڑے انسان کے نمونہ کی یادگار میں ہوتی ہے۔ جس نے خدا تعالےٰ کے لئے اپنا بیٹا ذبح کرنا چاہا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس کی جگہ جانور ذبح کرا دیا۔ اور آئندہ کے لئے مقرر کر دیا کہ جانوروں کی قربانیاں کی جایا کریں۔ تو اس عید پر بکرے ذبح کرنا دلیل ہوتا ہے اس امر کے لئے کہ اس بندہ کو جو قربانی کرتا ہے خدا کے راستے میں اگر اپنا سر بھی دینا پڑے تو اس میں توقف نہیں کرے گا۔ یہ اسلام کی مقرر کردہ عیدوں کی حقیقت ہے۔ مگر اور لوگوں کی عیدیں اپنے اندر یہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس لئے ان میں جو خوشی منائی جاتی ہے وہ راحت بخش خوشی نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کی عیدیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ روتے ہوئے بچہ کو کھانا دے دیا جائے۔ جس سے وہ تھوڑی دیر کے لئے بہل جائے۔ یوں تو اسلام کی عیدیں بھی حقیقی اور اصلی خوشی حاصل کرنے کا نمونہ ہی ہیں۔ لیکن دوسروں کی خوشی کے نمونہ اور ان میں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے میلے اور تہوار محض نمونہ ہی نمونہ ہیں۔ جن کے بعد ان کے لئے حسرت افسوس ہوتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی عید ایسی ہوتی ہے کہ وہ چیز جس کی انسان کو تلاش ہے۔ اس کے بہت ہی قریب کر دیتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ ایک شخص کا مجسمہ بنا کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے۔ اور وہ اس کو لپٹ کر خوش ہو جائے۔ کہ میرا محبوب مجھ کو مل گیا۔ لیکن ایک دوسرے شخص کو ایسے رستہ پر ڈال دیا جائے۔ جس پر چل کر وہ اپنے محبوب تک پہنچ سکتا ہو۔ اور پھر اس کو اس کے محبوب کے دروازے پر پہنچا دیا جائے۔ اور پردہ اٹھا کر دکھا دیا جائے کہ وہ ہے تیرا محبوب۔ اب اور کوشش کر اور اس دروازے سے گزر کر اپنے محبوب سے مل لے۔ اب وہ شخص جس کے پاس صرف بے جان مجسمہ ہے۔ اس کی خوشی تھوڑی دیر کے بعد مایوسی سے بدل جائے گی۔ لیکن وہ جو پہلے کی نسبت اپنے محبوب کے زیادہ قریب پہنچ گیا ہے۔ اس کی خوشی بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ غیروں کی عیدوں میں جو خوشی ہوتی ہے۔ وہ ایسی ہی ہے جیسے ایک بت پر کوئی شخص فدا ہو جائے۔ لیکن ہماری عیدیں وہ ہیں جن میں ایک صحیح راستہ پر چلایا جاتا ہے۔ اور جس کے ذریعہ ہمیں ہمارا خدا دکھایا جاتا ہے۔ اور پھر ہماری دعاؤں میں قبولیت اور ہم میں تقوےٰ پیدا کیا جاتا ہے۔

پس ہماری عید کی یہی غرض ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ہمیں ہمارا خدا مل جائے۔ اور اس کے ملنے کا یہ طریق ہے کہ اس کے لئے قربانیاں کی جائیں۔ اگر ہم اس غرض کو یاد رکھیں تو ہماری عید عید ہے ورنہ جھوٹے طور پر خوش ہونا رنج اور دکھ کو اور بڑھا دیتا ہے۔"

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۱۹ء)

اصل عید قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے

"اگر تم حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ سچی قربانیاں کرو۔ خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے اس کی طرف سے جو صداقت آئی ہے اس کے پھیلانے کے لئے اپنی جان، اپنے مال، اپنے اوقات، اپنے علوم۔ اپنے خیالات۔ اپنی امنگوں۔ اپنے رشتہ داروں۔ اپنے قریبیوں۔ اپنے نفوس کو قربان کرنا چاہیئے کیونکہ بغیر قربانی کے کوئی عید نہیں۔ اور جتنی بڑی قربانی ہو اتنی ہی بڑی عید ہوتی ہے۔ دیکھو جو لڑکا پانچ سال قربانی کرتا ہے اس کے لئے پرائمری کی عید ہوتی ہے اور جو دس سال قربانی کرتا ہے اس کے لئے انٹرنس کی اور جو چودہ سال قربانی کرتا ہے اس کے لئے بی۔ اے کی عید ہوتی ہے پس جتنی بڑی قربانی ہو اتنی ہی بڑی عید ہوتی ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اس بڑی عید کے لئے پوری تیاری کریں۔ اپنے مال۔ اپنے نفوس غرض اپنی ہر ایک چیز کو خدا ہی کی سمجھیں۔ اور سمجھیں کیا پہلے ہی جو کچھ ہے خدا کا ہے۔ ہم جب یہ کہیں گے کہ ہمارا سب کچھ خدا کے لئے ہے۔ تو یہ صرف صداقت کا اقرار ہوگا۔ یہ کوئی نئی قربانی نہ ہوگی بلکہ ایک جھوٹ کو چھوڑنا ہوگا کیونکہ جب ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے تو وہ ہمارا نہ تھا بلکہ خدا ہی کا تھا کیونکہ اسی کی طرف سے ملا تھا۔ گر ہم احسان فراموش تھے۔ جو دینے والے کو بھول گئے تھے۔ اور جب یہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ خدا ہی کا ہے تو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے دیا ہے۔ اور یہ کوئی قربانی نہیں بلکہ جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کو اختیار کرنا ہے۔"

(الفضل ۵ مئی ۱۹۲۵ء)

جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء کے موقعہ پر

حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا احمدی خواتین سے اہم خطاب

لجنہ اماء اللہ کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ہم پر ایک عظیم الشان احسان ہے

لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے سلسلے میں احمدی مستورات کے اہم فرائض

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے خواتین کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۴ء کے پہلے اجلاس میں مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

مسلمان خواتین کے فرائض

تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

یعنی انسان کو پیدا کرنے کی غرض یہ ہے کہ وہ اس کا سچا عبد بنے اور قرب الٰہی حاصل کرے۔ انسان میں مرد بھی شامل ہے اور عورت بھی۔ اس لئے شریعت کے جتنے بنیادی احکام ہیں ان کا بجا لانا مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں ضروری ہے۔ کلمہ شہادت کا اقرار نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج سب مردوں عورتوں پر یکساں فرض ہیں۔ اسی طرح بنی نوع انسان کے متعلق جو تمدنی احکام ہیں وہ بھی مرد اور عورتوں کے لئے یکساں ہیں۔ پس جب مرد اور عورت کے لئے مذہبی احکام میں کوئی فرق نہیں تو مذہب کسی قوم کے فرد پر جو ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ ان میں کس طرح فرق ہو سکتا ہے۔ عورتوں میں غلطی سے یہ خیال جم گیا تھا کہ مذہبی طور پر ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ ہمارا کام صرف گھر کا کام ہے۔ اس کے علاوہ قومی اور مذہبی لحاظ سے ہمارا کوئی کام نہیں اس طرح وہ قوم کا ایک عضو معطل بن کر رہ گئی تھیں۔ لیکن احمدی عورتوں پر خدا تعالیٰ کا کتنا بھاری احسان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی قیادت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کی۔ جن کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ وہ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر ہوگا۔ اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا الہام تھا کہ "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"

عورت بھی انیسویں صدی بلکہ بیسویں صدی کی ابتدا میں اسیر کی حیثیت رکھتی تھی۔ اسے خود بھی اپنی ذمہ داری کا احساس نہ تھا۔ تعلیم اتنی کم کہ نہ ہونے کے برابر۔ مردوں نے بھی اس کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر اس کو حقیقی معنوں میں اسیر بنا دیا تھا۔ حالانکہ تیرہ سو سال قبل عورت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حقیقی آزادی عطا فرما دی تھی اور اس کے حقوق متعین فرما دیئے تھے۔ مگر قرآن کریم کی تعلیم کو بھلا کر انیسویں صدی میں عورت پھر اسیر ہو چکی تھی۔

احمدی عورتوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک خاص احسان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سریر آرائے مسند خلافت ہو کر جہاں جماعت احمدیہ پر اور ان گنت احسانات کئے۔ وہاں ایک بہت بڑا احسان یہ بھی کیا کہ عورتوں کی توجہ ترقی کی طرف مبذول کروائی۔ عورتوں کو منظم کیا۔ ان میں تعلیم کو رائج کیا۔ ان کی تربیت کی اور ان کے حقوق ان کو دلوائے۔ اور انہیں یہ احساس دلایا کہ ان کی ترقی کے بغیر جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ شروع ہی سے آپ کے دل میں احمدی مستورات کے لئے جو درد تھا اس کا ہلکا سا نقشہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے جو آپ نے ابتدائے خلافت میں عورتوں کے ایک جلسے میں خطاب کرتے ہوئے فرمائے تھے فرمایا:۔

"ہماری جماعت کی عورتوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے کہ ہم کیا کر سکتی ہیں کہ کچھ کوشش کریں کیونکہ عورتیں اسی طرح دنیا کی راہنمائی کر سکتی ہیں جس طرح مرد۔ عورتوں اور مردوں میں دین کے معاملہ میں کوئی بھی فرق نہیں۔ عورتیں بھی مردوں کی طرح دین کی خدمت کر سکتی ہیں پس تم یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت میں ایک جیسی قوتیں رکھی ہیں۔ اگر مرد کمال حاصل کر کے راہنمائی اور ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ تو عورتیں بھی ہو سکتی ہیں ہاں فرق ہے تو صرف اتنا کہ مرد اپنے حلقہ کے اندر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور عورتیں اپنے حلقہ کے اندر۔ باقی اس قسم کا کوئی فرق نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے روحانی سلسلہ کو صرف مردوں کے لئے کھول رکھا ہے اور عورتیں اس سے محروم ہیں۔"

لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض و غایت

جماعت کی مستورات میں وعظ و نصیحت کے علاوہ آپ نے ان کی عملی استعدادوں میں جلا پیدا کرنے کے لئے اور ان کو جماعتی نظام کی ایک مضبوط کڑی بنانے کے لئے لجنہ اماء اللہ کا قیام فرمایا۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کا دن تاریخ احمدیت کا ایک نہایت ہی اہم اور نہایت ہی مبارک دن ہے جس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھ کر خدا کے اس فرمان کہ "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" عملی ثبوت دیا۔ لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی تحریک آپ نے ان الفاظ میں فرمائی۔

"ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اب تک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیئے۔ جس سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہو سکیں۔ اگر غور کیا جائے تو اکثر عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کریں گی۔ کہ روزمرہ کے کاموں کے سوا کوئی کام کرنے کے قابل ہیں یا نہیں۔ دشمنانِ اسلام میں عورتوں کی کوششوں سے جو روح بچوں میں پیدا کی جاتی ہے اور جو بدگمانی اسلام کی نسبت پھیلائی جاتی ہے اس کا اگر کوئی توڑ ہو سکتا ہے۔ تو وہ عورتوں ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور بچوں میں اگر قربانی کا مادہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ تو وہ بھی ماں ہی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ پس علاوہ اپنی روحانی علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔ چونکہ بڑے ہو کر انسان جو اثر قبول کرتا ہے وہ اتنا گہرا نہیں ہوتا جو بچپن میں قبول کیا جاتا ہے۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔"

آپ نے عورتوں کی انجمن کا نام لجنہ اماء اللہ بھی اسی لئے تجویز فرمایا تا ان میں اس بات کا احساس پیدا ہو کہ ان کی زندگی کی غرض و غایت کیا ہے۔ یہ الفاظ عربی کے ہیں لجنہ کے معنی ہیں انجمن۔ مجلس۔ سوسائٹی وغیرہ اماء امۃ کی جمع ہے یعنی بندی۔ لجنہ اماء اللہ کے معنے ہیں خدا تعالیٰ کی حقیقی بندیوں کی انجمن یعنی جب ہم اس انجمن کے ممبر بنیں۔ تو ہم میں فوراً اس بات کا احساس پیدا ہو کہ ہم صرف ظاہری طور پر خدا کی بندیاں کہلانے والی نہ ہوں۔ بلکہ اپنے افعال۔ اعمال اور قربانیوں کے نتیجہ میں حقیقتاً خدا تعالیٰ کی بندیاں ثابت ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والی ہوں۔ کیونکہ یہی انسانی پیدائش کی اصل غرض ہے۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے وقت آپ نے فرمایا جو اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں وہ آگے آئیں۔ اور اس میں شامل ہوں۔ ابتداء میں صرف ۱۳ خواتین نے شمولیت اختیار کی۔ لیکن آہستہ آہستہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں مستورات نے قومی زندگی کا آغاز کر دیا۔

لجنہ کی خوشکن ترقی

الفضل کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۳ء تک قادیان کی لجنہ کی ممبرات کی تعداد ۲۳۴ تھی۔ ۱۹۳۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ کی کم از کم پانچ سو ممبرات بنائی جائیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ ہر احمدی عورت لازمی طور پر اپنے آپ کو لجنہ کی رکن سمجھے۔ اس طرح جو پودہ مستورات کی تنظیم کا آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا وہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور آج ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جس کی شاخیں نہ صرف پاکستان اور ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک

میں جہاں جہاں احمدیہ مشن قائم ہوئے ہیں پھیل چکی ہیں۔

جب آپ نے لجنہ اماء اللہ کا قیام رکھا تھا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمدی مستورات میں تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ پڑھی لکھی عورتیں انگلیوں پر گنی جاسکتی تھیں۔ مضمون نگار اور مقررہ خواتین نہ ہونے کے برابر تھیں۔ آپ نے جہاں ایک طرف عورتوں میں تعلیم کا شوق پیدا کیا وہاں ان کو عملی میدان میں قدم رکھنے پر بھی اُبھارا۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مڈل سکول کا اجراء کیا جو آج ہائی سکول ہے اور اُس میں تعلیم پانے والیوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے قریب ہے۔ پھر ایسی خواتین جن کی عمریں بڑی تھیں اور وہ چھوٹی بچیوں کے ساتھ سکول جاکر تعلیم حاصل نہ کر سکتی تھیں اُن کے لئے الگ مدرسۃ الخواتین جاری فرمایا۔ جس میں حدیث۔ فقہ۔ اسلامی تاریخ عربی۔ انگریزی اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھائی جاتی تھیں۔ یہ مدرسہ اس لئے جاری کیا گیا تھا تا خواتین اس میں تعلیم حاصل کرکے جماعت کی دیگر مستورات کی راہ نمائی کر سکیں۔ چنانچہ اس ادارہ سے جن عورتوں نے تعلیم حاصل کی وہ آئندہ جماعت کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئیں۔ پھر حضرت اقدس نے جماعت کی بچیوں کے لئے دینیات کالج کا قیام رکھا جس سے سینکڑوں لڑکیوں نے فائدہ اٹھایا۔ ملکی تقسیم کے بعد ۱۹۵۱ء میں ربوہ میں ڈگری کالج کی بنیاد رکھی۔

آپ کو احمدی مستورات کی تعلیم کی جو بے انتہا تڑپ تھی اور اس کے لئے آپ نے جو کوششیں فرمائیں۔ اُنہیں کا یہ نتیجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ کی عورتیں کثرت سے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو چکی ہیں سینکڑوں عورتیں اور لڑکیاں گریجوایٹ اور ایم۔ اے ہیں۔ اور یہ سب کچھ محض اور محض آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ پھر صرف دُنیاوی تعلیم ہی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے دینی تعلیم میں بھی احمدی مستورات اور بچیاں ترقی کر رہی ہیں۔ اس وقت قرآن مجید اور حدیث کا علم سارے پاکستان کی مسلمان عورتوں میں سے اگر کسی میں پایا جاتا ہے تو وہ صرف احمدیہ جماعت کی عورتوں میں ہے اور اس کا سہرا صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے سر پر ہے۔

آپ نے ۱۹۲۶ء میں عورتوں کے لئے ایک رسالہ جس کا نام مصباح ہے جاری فرمایا تاکہ اُن میں مضمون نویسی کا شوق پیدا ہو۔

احمدی مستورات کی اہم قربانیاں

پھر آپ نے عورتوں میں اسلام کے لئے محبت اور قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے مختلف کام ان کے سپرد فرمائے۔ مختلف تحریکوں میں حصہ لینے کے لئے اُبھارا سب سے پہلے مسجد برلن کی تحریک جماعت کی مستورات کے سامنے پیش کی۔ کہ ایک مسجد صرف اُنہیں کے چندہ سے مرکزِ تثلیث میں تعمیر ہو۔ عورتوں نے بھی اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایسی شاندار قربانی کا مظاہرہ کیا۔ جس کی مثال اور کہیں ملنی مشکل ہے۔ ابتدا میں وہاں مُلکی سکّہ کے حصول کی دقت کی وجہ سے مسجد تعمیر نہ ہو سکتی اور حضور نے یہ فیصلہ فرمایا کہ برلن کی بجائے لندن میں مسجد تعمیر ہو۔ چنانچہ مسجد فضل لندن صرف عورتوں کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہیگ میں بھی عورتوں ہی کے چندے سے مسجد تعمیر کی گئی۔ اسی طرح مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہوئے تو جرمن زبان میں ترجمے کا خرچ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مستورات پر ڈالا۔ جو خدا کے فضل سے شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے جماعت کی عورتوں کو مختلف تحریکات میں اسی طرح قربانی کرنے پر آمادہ کیا اور اُبھارہ جس طرح مردوں کو، پھر عورتوں کو مجلس مشاورت میں حق نمائندگی عطا فرمایا۔ یہ ایک بہت بڑا احسان ہے جو آپ نے طبقہ نسواں پر فرمایا کہ جماعت کے اہم امور میں اُن سے بھی مشورہ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح جماعت کے مردوں سے عہد لیا کہ وہ لڑکیوں کو ضرور ورثہ دیں گے۔ عورتوں کے ورثہ کے متعلق احکام تو قرآن مجید میں چودہ سو سال قبل نازل ہو چکے تھے۔ مگر ہندوؤں کی ہمسائیگی میں رہنے کے باعث مسلمان اور خاص طور پر زمیندار طبقہ باوجود احمدیت قبول کر لینے کے عورتوں کو ورثہ نہیں دیتے تھے۔

الغرض ہر لحاظ سے ایک چومکھی لڑائی آپ نے عورتوں کے حقوق کے تحفظ۔ ان کی عزت کے قیام اور اُن کو دُنیا کی مستورات کی صفِ اوّل میں لانے کے لئے لڑی ہے۔ آپ کی پچاس سالہ دورِ خلافت میں ان تقاریر کو جو آپ نے عورتوں کے جلسوں میں کیں مطالعہ کریں تو ایک عجیب رنگ نظر آتا ہے۔ کبھی آپ عورتوں کو قربانیوں پر آمادہ کر رہے ہیں۔ کبھی روحانیت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ کبھی اولاد کی تربیت کی طرف۔ کبھی اعلیٰ تعلیم کی طرف۔ پھر جب لڑکیوں نے تعلیم حاصل کرنی شروع کی اور ڈگریاں لینی شروع کیں تو آپ کو فکر ہوئی کہ وہ کہیں صرف دُنیاوی رنگ میں رنگین ہو کر نہ رہ جائیں۔ تو آپ نے عورتوں کو توجہ دلائی کہ یہ ڈگریاں تمہارا مقصود نہیں۔ بلکہ ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کرو۔

(باقی)

عید قربانی کے درخت کا شیریں پھل ہے

حقیقی عید کے پرکھنے کے دو پیمانے

محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ

اسلام دین فطرت ہے۔ انسان فطرتاً ایک دَور کے بعد راحت اور خوشی منانا چاہتا ہے۔ خوشی اور مسرت تو کامیابی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ کامیابی کے بغیر خوشی منانا غیر طبعی امر ہے۔ سچی خوشی کامرانی کا ثمرہ ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کے لئے عید کے دو موقع مقرر فرمائے ہیں۔ ایک عید الفطر کا موقعہ اور دوسرا عید الاضحیٰ کا موقعہ۔ ہر دو موقعے ایک عظیم قربانی کا نتیجہ اور اس سے متصل بعد ہیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد عید الفطر مقرر ہے اور حج کی عبادت کے خاتمہ پر عید الاضحیٰ ہوتی ہے۔ بطور یادگار عید الاضحیٰ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی کی یاد ہے جو انہوں نے وادیٔ غیر ذی زرع میں اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے حضور گزرانی تھی۔ اس قربانی میں نازک ترین جذبات کے مالک باپ کی قربانی بھی تھی اور شفقت و محبت سے بھری ہوئی ماں کے جذبات بھی قربانگاہ پر چڑھادئے گئے تھے۔ وہ ننھا اسمٰعیلؑ جو اپنے ماں باپ کی آرزوؤں کی آماجگاہ تھا۔ اور جس سے ان کا مستقبل وابستہ نظر آتا تھا وہ بھی قربان ہو رہا تھا۔ عید الاضحیٰ اس عظیم جامع قربانی کی یاد ہے۔ اور اس کا موقعہ حج کی ادائیگی کے معاً بعد مقرر ہے۔

عید حقیقی خوشی کا نام ہے۔ اسلامی عیدوں کی حکمت پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ سچی عید درحقیقت قربانی کے درخت کا شیریں پھل ہے۔ جہاں قربانی نہیں وہاں عید کا کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔ عید انہی لوگوں کا حق ہے جو قربانی کے وقت قربانی کرتے ہیں اور جب ان کی قربانی اللہ تعالےٰ کے حضور شرفِ قبولیت حاصل کر لیتی ہے تو وہ خوشی مناتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی خاندان میں کسی فرد کو انعام ملتا ہے یا اسے کوئی ترقی حاصل ہوتی ہے تو کنبہ کے سب افراد اس کی خوشی میں شریک ہو کر طفیلی طور پر خوشی مناتے ہیں۔ اس صورت میں ہر ایک فرد کی خوشی اس تعلق کی نسبت سے ہوتی ہے جو اسے انعام یا ترقی پانے والے سے ہوتا ہے یہ خوشی کرنے والے بہرحال طفیلی ہوتے ہیں۔ اصل خوشی کا حقدار تو وہی شخص ہوتا ہے جسے براہِ راست انعام ملا یا ترقی نصیب ہوئی ہے۔ مادی انعامات کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں دوسروں کی شراکت کا امکان موجود ہے۔ مگر روحانی انعامات کا اصل تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں حقیقی شراکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ روحانی معاملات میں نہ سزا دوسرا برداشت کر سکتا ہے اور نہ ہی جزا دوسرے کو مل سکتی ہے۔ ہر نفس اپنا بوجھ خود اُٹھاتا ہے۔ اور ہر دل کو اپنی روحانیت اور نورانیت سے خود حصہ ملتا ہے۔ قربانی کرنے والا خود ہی اس محنت کے ثمرہ کا اصل حقدار ہے اور وہی یہ فصل برداشت کرتا ہے۔ اسی کے دل پر اس قربانی کے نتیجہ میں افضال و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ گویا حقیقی عید اسی کی ہے جو قربانی کرنے والا ہے۔ وہی افراد عید منانے کے حقدار ہیں اور وہی قومیں عید کی خوشی منانے کا حق رکھتی ہیں۔ جنہوں نے قربانی کی ہے۔ دوسرے لوگ یا قربانی کرنے والوں کی نسلیں تو محض ایک رسم ادا کرتی ہیں ان کی عید تو بچوں کی عید کی طرح مٹھائیوں، عمدہ کھانوں اور اچھے کپڑوں کی عید ہوتی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ عید حقیقی عید نہیں ہے۔ یہ تو ایسی عارضی عید ہے۔ کہ چند گھنٹے گزرنے پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے آثار جاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ عید کی خوشی اپنی کیفیت اور کمیت میں قربانی کے زمانہ اور مقدار سے تو بہرحال بڑھ کر ہونی چاہیئے۔

رمضان المبارک کے روزے رکھنے والوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ ختم کرتا ہے اور دوسری جب وہ اللہ تعالےٰ سے ملے گا۔

پس رمضان المبارک کے بعد ایک دن والی عید تو صرف علامتی عید ہے۔ اصل عید تو مومن کے دل سے تعلق رکھتی ہے۔ جو وقت اور مادہ کی حدود سے بالا ہے۔ اور وہ ایک دائمی خوشی ہے جو قرب الٰہی پانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ روزہ کی جزا میں خود ہوتا ہوں۔ درحقیقت روزوں کی عید یہی ہے۔ یہ عیدان تمام

لوگوں کو ضرور نصیب ہوتی ہے جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ کے لئے روزے رکھے ہیں۔ یہ عید بھی مدارج رکھتی ہے سب روزہ داروں کی عید ایک درجہ کی نہیں ہوتی لیکن عید کی قدر مشترک سب کو حاصل ہوتی ہے جس مسلمان گھرانہ میں باپ بھی روزہ دار تھا ماں بھی روزہ دار تھی اور بالغ بچے بھی روزہ رکھتے رہے وہ گھرانہ سارے کا سارا حقیقی عید سے حصّہ پاتا ہے اور عید الفطر کے موقعہ پر ان سب کا حق ہے کہ خوشی و مسرت سے معمور اوقات بسر کریں۔ لیکن اگر گھر میں سے کوئی ایک فرد ہی روزوں کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوا ہے تو اس کی عید تو اصلی ہو گی باقی افراد خاندان اس کی نقل میں عید منا رہے ہوں گے۔

ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ عید قربانی کا ثمرہ ہے بغیر قربانی عید کی تمنا کرنا فریبِ نفس اور لاحاصل بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون اس قسم کی تمنّاؤں کو روا نہیں رکھتا۔ قربانی کے قبول ہو جانے پر عید بڑی ہی مزہ کی عید ہوتی ہے۔ ایسی عید کرنے والے کی تمنّا کیا ہوتی ہے؟ سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

انی لوددت ان اقتل
فی سبیل اللہ ثم احیی
ثم اقتل ثم احیی ثم
اقتل۔

کہ میری دلی خواہش ہے کہ مَیں اللہ تعالےٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں اور دوبارہ شہید کیا جاؤں پھر زندہ ہوں اور پھر جامِ شہادت پیوں۔ (البخاری)

یہ وہ روح ہے جو مقبول قربانی کے بعد عید سے پیدا ہوتی ہے یعنی پھر مزید قربانیوں کے لئے ولولہ اور جوش پیدا ہوتا جاتا ہے اور عاشق پہلے سے بھی زیادہ شوق سے قربان گاہ پر آگے ہی آگے بڑھتا جاتا ہے حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

اس بات کی ایک علامت کہ ہماری قربانی قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ یہ ہے کہ انسان دیکھے کہ قربانی کے بعد اس کا جذبۂ شوق مر گیا ہے یا اور بھی تیز ہو رہا ہے۔ اگر وہ مر گیا ہے یا مُرجھا رہا ہے تو قربانی کے قبول ہونے کا سوال ہی نہیں اگر اس جذبہ میں ترقی ہو رہی ہے اور قربانی کرنے والے کے شوق میں اضافہ ہو رہا ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ قربانی قبول ہو گئی اور وہ شخص اپنی مُراد کو پا گیا۔ اسے حق ہے کہ عید منائے۔ اس کی یہ عید اس کے لئے اور عیدوں کی پیش خیمہ ثابت ہو گی اور وقت آئے گا کہ اس کے سب اوقات عید کے اوقات ہوں گے۔

رمضان المبارک کی روحانی لذتوں کی چاشنی نہ بھلائی جانے والی چاشنی ہے۔ درحقیقت یہی عید کی علامت ہے۔ روزہ کی روحانی برکات سارے سال کے لئے ہیں اس لئے عید منانے وقت ہمیں عہد کرنا چاہیئے کہ ہم ان پرکیف گھڑیوں کو تازہ رکھیں گے اور رمضان کی برکات سارے سال پر حاوی کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ روزہ دار کا وجود دوسروں کے لئے امن کا پیغام ہوتا ہے۔ روزہ دار دوسروں کی مصیبت کے احساس سے سرشار ہونے کے باعث غریبوں، محتاجوں اور تنگدستوں کا ہمدرد ہوتا ہے۔ وہ امر ربانی کے ماتحت مقررہ وقت میں اپنا حلال و طیّب کھانا پینا بھی ترک کر دیتا ہے تو یہ کس طرح تصوّر کیا جا سکتا ہے کہ وہ دوسروں کے اموال ناجائز طریقوں سے کھائے گا۔ ضروری ہے کہ مومن روزہ کی جملہ برکات کو سارے ایام پر پھیلا دیں وہ سارا سال ہی بے شر وجود رہیں۔ سارا سال ہی بنی نوع کے ہمدرد رہیں۔ وہ سال کی ہر گھڑی میں احکام الٰہی کے آگے سرنگوں رہیں۔ جو مومن روزہ کے ان برکات کو ہمیشہ تازہ رکھتا ہے اس نے رمضان کا حق ادا کر دیا اور اس کی عید حقیقی عید ہے۔

ہم اپنی عید کو دو پیمانوں سے ناپ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری عید حقیقی عید ہے یا نہیں اور وہ دو پیمانے یہ ہیں کہ اوّل ہم اپنے دل کے احساس کو دیکھیں کہ آیا وہ اپنی روزوں کی قربانی پر خوش ہے اور اس کا شوقِ قربانی بڑھ گیا ہے یا بجھ گیا ہے۔ اگر یہ صورت ہو کہ دل یہ قربانی دے کر خوش ہے اور اس کی گہرائیوں سے مزید قربانیوں کے لئے شوق پھوٹ رہا ہے تو سمجھو کہ روزے قبول ہو گئے۔ دوسرا پیمانہ یہ ہے کہ رمضان کے بعد کے مہینوں اور دنوں میں ہمارا عمل بتائے گا کہ آیا ہمارے روزے قبول ہوئے ہیں یا نہیں اور ہماری عید اصلی عید تھی یا نہیں؟ اور وہ اس طرح کہ دیکھا جائے گا کہ آیا روزہ کے اخلاق اور اس کا کردار ہمارے اندر زندہ ہے اور ہم رمضان المبارک کے بعد بھی اسی طرح محبتِ الٰہی سے سرشار اور بنی نوع انسان کے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں یا نہیں؟ اگر باقی مہینوں میں ہماری حالت بدل جائے مثلاً یہ صورت ہو جائے کہ رمضان میں تو ہم نے نمازوں کی ادائیگی کا التزام کیا مگر رمضان گزرنے کے بعد ہم نمازوں سے غافل ہو جائیں تو سمجھو کہ ہمارے روزے قبول نہیں ہوئے اگر وہ بارگاہِ احدیت میں مقبول ہو جاتے تو ہمیں مزید نیکیوں کی توفیق ملنی چاہیئے تھی کیونکہ نیکی سے نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ ہماری حالت کا دگرگوں ہو جانا اس بات کی واضح علامت ہے کہ ہماری قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اندریں صورت ہماری عید بھی اصلی عید نہیں ہے۔ قربانی تو ہابیل و قابیل دونوں نے دی تھی مگر جو قربانی تقوےٰ سے خالی تھی وہ رد کر دی گئی۔ ایسی صورت میں اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بجائے اپنے نفس کی اصلاح کا مزید فکر کرنا چاہیئے۔

پس آئیے ہم اسلامی عیدوں کے فلسفہ کو سمجھ کر اس کے شایانِ شان عید منائیں اور اللہ تعالےٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری عید کو حقیقی عید بنائے اور ہمیں اپنی دائمی نعمتوں سے نوازے جو پھر چھینی نہ جائیں۔ ہمیں وہ ایسے منعم علیہم بنائے کہ پھر کبھی مغضوب علیہم اور ضالین بننے کا سوال ہی نہ رہے۔ یہی عید اسلامی عید ہے رمضان کی عید الفطر اسی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو فردی طور پر بھی اور جماعتی طور پر حقیقی عید سے نوازے۔

آمین

طلوعِ سحر

مکرم عبدالرشید صاحب تبسم ایم۔ اے

نہ درمیاں کی، نہ تم ابتداء کی بات کرو
یہ وقت وہ ہے کہ اب انتہا کی بات کرو

صلیب و دار کے رستوں سے ہم گزر آئے
وفا کی داد ملے اب جزا کی بات کرو

نہ پوچھو ہم نے سلاسل کو کیسے توڑا ہے
مناسب اب ہے کہ تاج و عصا کی بات کرو

عروسِ دہر کی زُلفوں کو ہم سنوار چکے
اب آؤ غازہ و رنگِ حنا کی بات کرو

تمہارے حُجلے تک آئے پلِ صراط سے ہم
طریقِ وصل و کشودِ قبا کی بات کرو

دکھاؤ ہم کو نہ ماضی کا فنِ بخیہ گری
جواب ہے زیرِ رفو اُس ردا کی بات کرو

برس سکے جو نہ بادل گلہ ہے اُن کا فضول
اٹھی ہے اب جو گھٹا، اُس گھٹا کی بات کرو

روا تھا دورِ خزاں تک بیان صرصر کا
یہ بزمِ گل ہے یہاں تم صبا کی بات کرو

اُمنڈ کے آئے گا اِس بن میں وحشیوں کا ہجوم
جُنوں کا ذکر تو چھیڑو، وفا کی بات کرو

خموش بُت ہیں، ہو تم چُپ صنمکدے والو!
گر اور کچھ نہیں آتا خُدا کی بات کرو

چھُپا رکھا ہے تبسّم نے آستیں میں جام
ذرا سمجھ کے تم اُس "پارسا" کی بات کرو

خدام الاحمدیہ کی مساعی

یادِ قادیان میں جلسوں کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تحریک پر مجالس خدام الاحمدیہ پاکستان نے اپنے اپنے ہاں قادیان کی یاد میں جلسوں کا انعقاد کیا۔ اس سلسلہ میں بعض مجالس کی رپورٹیں الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد مجالس کی طرف سے ایسے جلسوں کی اطلاع ملی ہے۔ جگہ کی قلت کی وجہ سے ان اجلاسوں کی کارروائی تو درج نہیں ہو سکتی تاہم ایسی مجالس کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے ہاں یادِ قادیان کے جلسے منعقد کئے۔

سکھر۔ اسمٰعیل آباد ملتان۔ جڑانوالہ۔ سرگودہا چھاؤنی۔ بدوملہی۔ چٹاگانگ۔ ظفرآباد فارم (لاہنی)۔ کنری۔ چک جھمرہ۔ گھٹیالیاں۔ مرالہ۔ مونگ ضلع گجرات۔ پیرڑانوالہ۔ گوجرہ۔ چک ۹۹ R-B گھسیٹ پورہ۔ میاں چنوں۔ گجرات۔ جوہر آباد۔ چک سکندر ضلع گجرات۔ گوئیکے ضلع سیالکوٹ نواب شاہ۔ کھاریاں۔ راولپنڈی۔ چک ۳۸ جنوبی ضلع سرگودہا۔ مغل پورہ۔ نوکوٹ۔ چک ۳۷ جنوبی ضلع سرگودہا۔ ننکانہ صاحب۔ ایبٹ آباد ضلع ہزارہ۔ نصرت آباد اسٹیٹ سندھ۔ ڈگری چک منگلا۔ بہاول نگر۔ فتح پور ضلع گجرات۔ ہڈیارہ۔ امل گڑھ کے۔ حیدرآباد۔ لاٹھیانوالہ۔ رسال پور۔

ان تمام مقامات پر بڑے احترام اور اہتمام سے جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔ کم و بیش تمام مقامات پر نماز تہجد میں خدام نے احمدیت کے دائمی مرکز کی واپسی کے لئے دعائیں کیں۔

ان جلسوں میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ اور مقامی مقررین نے قادیان سے ہجرت کی پیشگوئیاں بتا کر واضح کیا کہ اگرچہ قادیان سے ہجرت ہم سب پر گراں گذری ہے۔ لیکن خدائی وعدوں میں ایسا ہونا پہلے سے مقدر تھا۔ سو خدا کا ایک نشان بڑی صراحت سے پورا ہو چکا ہے اور انشاء اللہ اس نشان الٰہی کا دوسرا حصہ بھی پورا ہوگا۔ یعنی جماعت احمدیہ کا یہ دائمی مرکز دوبارہ اپنی سی عظمت اور فعالیت اختیار کرے گا اور انتشار روحانیت کا باعث ہوگا۔ خدائی وعدوں میں ایسا ہونا مقدر ہے۔ جس کا متعدد پیشگوئیوں سے علم ہوتا ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم دعاؤں پر زور دیں اور خدا تعالےٰ کے حضور رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی چاہیں تاکہ وہ قادر و توانا خدا سب مشکلات کو دور کر کے ہمیں اپنے مرکز میں واپس جانے کا موقع عطا فرمائے۔ آمین

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے مجالس کی طرف سے آمدہ سب رپورٹوں کو ملاحظہ فرمایا ہے۔ ایک رپورٹ پر آپ نے حسب ذیل نوٹ رقم فرمایا ہے جو عمومی خطاب اور افادیت کے پیش نظر درج ذیل کیا جاتا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"......... یادِ قادیان میں منعقد کئے جانے والے جلسہ کی رپورٹ موصول ہوئی کامیابی کا معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ اس کام کو یہیں ختم نہ کر دیں بلکہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ نئی پود احمدیت کے دائمی مرکز سے اپنی وابستگی کو قائم رکھے اور قادیان کے حصول کی جد و جہد کے عہد کو دہراتی رہے۔ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ جلد اپنے وعدے پورے کرے اور قادیان کی واپسی کی پیشگوئی پوری ہو کر ہزاروں لاکھوں کے ایمان لانے کا موجب ہو۔

مرزا رفیع احمد"

ان تمام مقامات پر جلسے خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہے۔ احباب جماعت کے علاوہ مستورات کے بھی ایک کثیر تعداد میں حاضر رہ کر کارروائی کو سُنا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت یابی اور قادیان دارالامان کی واپسی کے لئے پرسوز دعاؤں پر ان جلسوں کی کارروائی ختم ہوئی۔

(نائب مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ولادت

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری خالہ اہلیہ عبد القیوم صاحب آف لاہور کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم فضل کریم صاحب محمد نگر لاہور کا پوتا اور میاں اللہ بخش صاحب لاہور کا نواسہ ہے۔ میں دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے و نیز خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

(ممتاز ناہید بنت میاں چراغ دین صاحب دارالبرکات۔ ربوہ)

دارالضیافت میں موصول ہونے والے عطایا اور صدقات

ماہ نومبر۔ دسمبر ۱۹۶۴ء میں مندرجہ ذیل مخیر احباب کی طرف سے عطایا جات و صدقات کی رقوم موصول ہوئی ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے اور ہر حال میں حافظ و ناصر ہو۔ اور ہر شر و بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین

(مرزا انور احمد)
افسر لنگر خانہ ربوہ

(قسط نمبر ۲)

صدقات

نام		رقم
مکرم بابو فضل دین صاحب معرفت مرزا محمد حیات صاحب سیالکوٹ۔	صدقہ بکرا	۰۰ ۔۔ ۳۰ روپے
〃 چوہدری محمد نذیر خاں صاحب امین آباد ضلع گوجرانوالہ۔	〃	۰۰ ۔۔ ۳۵ 〃
〃 حمید نصر اللہ صاحب والد لیس نصر اللہ خاں صاحب لاہور	〃	۰۰ ۔۔ ۸۰ 〃
〃 چوہدری احسان اللہ خاں صاحب و حامد اعظم صاحب لاہور	〃	۰۰ ۔۔ ۳۵ 〃
محترمہ مجیدہ شاہ نواز صاحبہ کراچی	〃	۰۰ ۔۔ ۴۰ 〃
〃 امۃ المنان صاحبہ ریحانہ ربوہ	صدقہ	۰۰ ۔۔ ۱ 〃
〃 بیگم صاحبہ مرزا رشید احمد صاحب لاہور	〃	۰۰ ۔۔ ۱۰ 〃
پرلس ٹرانسپورٹ لاہور	〃	۰۰ ۔۔ ۵ 〃
مکرم شیخ محمد یوسف صاحب لائل پور	〃	۰۰ ۔۔ ۵ 〃
〃 ایس۔ اے ودود صاحب کھلنا (مشرقی پاکستان)	صدقہ صحت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ	۰۰ ۔۔ ۱۰ 〃
〃 مرزا عبد الرحمٰن صاحب محاسب۔ کراچی	صدقہ	۰۰ ۔۔ ۴ 〃
〃 منشی شیر محمد صاحب ٹاؤن کمیٹی منچن آباد	〃	۰۰ ۔۔ ۱۰ 〃
〃 شیخ نور الحق صاحب ربوہ	〃	۰۰ ۔۔ ۱۰ 〃
〃 فلائیٹ لیفٹننٹ محمود احمد صاحب باجوہ	〃	۰۰ ۔۔ ۳۰ 〃
〃 قریشی محمد یوسف صاحب بریلوی ربوہ	〃	۰۰ ۔۔ ۲۵ 〃
〃 محمود احمد صاحب نسیم معلم وقفِ جدید	〃	۰۰ ۔۔ ۱ 〃
〃 محمد شریف صاحب کھوکھر 〃 〃	〃	۰۰ ۔۔ ۱ 〃
〃 چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ لاہور	〃	۰۰ ۔۔ ۱۵ 〃
〃 مرزا عبد الرؤف صاحب ٹمپل روڈ لاہور	〃	۰۰ ۔۔ ۶۰ 〃
〃 سراج دین صاحب لاہور	〃	۰۰ ۔۔ ۲ 〃
〃 ماسٹر برکت علی صاحب مرحوم تلونڈی جھنگلاں حال چک ۹۷ شیخوپورہ	ایک عدد لبستر	
محترمہ نسیم اختر صاحبہ چک ۹ ش ج ضلع سرگودہا۔	〃	

دُعائے مغفرت

میری اہلیہ حشمت بیگم صاحبہ مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۹۶۵ء مطابق ۱۲ر رمضان المبارک صبح چھ بجے لمبی علالت کے بعد تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مرحومہ نہایت نیک سیرت اور بے شمار خوبیوں کی مالک تھی۔ اور اپنے محلے اور خاندان میں ہر دلعزیز تھیں۔ نہایت مخلص اور دیندار تھیں۔ ۱۹۲۱ء میں بیعت کی اور پھر غالباً حضرت بابا محمد حسن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رشتہ میں اس عاجز کے چچا تھے کے ذریعہ وصیت کی۔ صدقہ و خیرات کی عام عادت تھی اور حتی الوسع کسی سوالی کو خالی نہ جانے دیتی تھیں۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔

اپنی یادگار مرحومہ نے تین لڑکے۔ تین لڑکیاں اور سات پوتے پوتیاں چھوڑی ہیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ جنازہ بذریعہ ٹرک راولپنڈی سے ربوہ لایا گیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ۱۷ر جنوری ۱۹۶۵ء کو صبح تقریباً سوا نو بجے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد مرحومہ کی تدفین مقبرہ بہشتی میں عمل میں آئی۔

احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(خاکسار عبد الرحمٰن عفی عنہ (او جلوی) ریٹائرڈ سی۔ جی۔ او سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ راولپنڈی)

تعمیر مساجد ممالک بیرون صدقہ جاریہ ہے

۱۹۶۴/۱ تا ۱۹۶۴/۱۰ ۲۴

اس صدقہ جاریہ میں جن مخلصین نے بیس روپیہ یا اس سے زائد حصہ لیا ہے ان کے اسماء گرامی معہ ان کی مالی قربانیوں کے درج ذیل ہیں۔
جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ
قارئین کرام سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

نمبر	نام	رقم
۶۶۶	مکرم چوہدری محمد احسن صاحب مین بازار گوال منڈی لاہور ..	ـــ ۵۰ روپے
۶۶۷	" مولوی غلام محمد صاحب سعد اللہ پور ضلع گجرات ..	ـــ ۲۵ "
۶۶۸	" چوہدری محمد اسلم صاحب " ..	ـــ ۱۰۰ "
۶۶۹	" مسٹر اے اعظم صاحب نرائن گنج مشرقی پاکستان ..	ـــ ۲۵ "
۶۷۰	" خالد ممتاز صاحب واپڈا کیمپ ٹمبل ڈیرہ اسمٰعیل خان ..	ـــ ۲۵ "
۶۷۱	محترمہ امۃ المتین صاحبہ ہیڈ مسٹرس نسیم میموریل سکول ناظم آباد کراچی ..	ـــ ۲۰ "
۶۷۲	احباب جماعت احمدیہ چک ۱۱/۶-L ضلع منٹگمری بذریعہ مکرم محمد اکرم صاحب ۱۲	ـــ ۴۲ "
۶۷۳	مکرم صوبیدار برکت علی صاحب فورٹ عباس ضلع رحیم یار خان ..	ـــ ۵۰ "
۶۷۴	احباب جماعت احمدیہ جھنگ صدر بذریعہ مکرم ماسٹر علی محمد صاحب .	ـــ ۴۰ "
۶۷۵	" شیخوپورہ " حکیم مرغوب اللہ صاحب ..	ـــ ۲۳ "
۶۷۶	" ملتان شہر " قاضی شریف احمد صاحب ..	ـــ ۲۸ "
۶۷۷	مکرم سردار بشیر احمد صاحب چک ۵۶ ضلع گوجرانوالہ .	ـــ ۴۲ "
۶۷۸	احباب جماعت احمدیہ منڈی بہاؤالدین بذریعہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب .	ـــ ۶۴ "
۶۷۹	مکرم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب لیاقت علی روڈ راولپنڈی ..	ـــ ۲۱ "
۶۸۰	" میاں عبد المالک صاحب چک سکندر ضلع گجرات .	ـــ ۵۰ "

(وکیل المال اول تحریک جدید)

دعائے مغفرت

میری والدہ آمنہ بی بی صاحبہ چند دن بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۶۵ء کو بوقت ۱۰ بجے صبح وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب جماعت سے والدہ صاحبہ کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار سعید احمد بٹ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مانانوالہ چک ۲۰۳ ر-ب ضلع لائل پور)

ضروری اعلان

۱۴۵۰۰۰ گز خاکی ململ (ھسلدی ۸۷۸) کی فراہمی کے لئے (جس کی پی ڈبلیو ریلوے کو فوری ضرورت ہے) ایک انکوائری تمام متوقع سپلائرز کے نام جاری کی گئی ہے۔ وہ سپلائرز جنہیں یہ انکوائری نہیں ملی لیکن وہ اس حال میں ہیں کہ مطلوبہ کپڑا سپلائی کر سکیں انہیں چاہیئے کہ وہ زیر دستخطی یا ڈسٹرکٹ کنٹرولر آف سٹورز (انسپکشن) پی ڈبلیو آر کراچی کینٹ کو درخواست دیں تاکہ ان کے نام رسمی ٹنڈر انکوائری جاری کی جا سکے یہ ٹنڈر ۹ر فروری ۱۹۶۵ء کو ۹ بجے صبح کھلنے والا ہے۔

سی انور علی، پی آر ایس
چیف کنٹرولر آف پرچیز

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم راجہ محمد حسین صاحب محافظ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ تقریباً ۱½ ماہ سے بیمار ہیں اور آج کل فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اور بیماری کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔

(سردار عبد الحق شاکر واقف زندگی ربوہ)

۲۔ برادرم مکرم چوہدری عبد الحق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ کی اہلیہ صاحبہ ایک لمبے عرصے سے صاحب فراش ہیں اور آج کل بعارضہ بواسیر سخت تکلیف میں ہیں معذورات اور دل آرام نہیں لینے دیتی۔ (سردار عبد الحق شاکر واقف زندگی ربوہ)

۳۔ عاجز برائے علاج پچھلے ہفتہ سے میو ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرما کر خدمت قرآن کی مخلصانہ توفیق بخشے۔

(حافظ محمد رمضان بیڈ ۱۱۔ سیالکوٹ وارڈ میو ہسپتال۔ لاہور)

۴۔ میرے چھ بچے عنقریب مختلف امتحانات دینے والے ہیں نیز میرے بہنوئی بیمار ہیں اور میرے شوہر ان دنوں بعض افسران بالا کی مخالفت کے سبب پریشان ہیں (احمدی بیگم گوکھی شاہ مولا ہجی)

۵۔ میری اہلیہ (رشیدہ بیگم صاحبہ) گزشتہ دو ماہ سے آنکھوں کے عارضہ سے بیمار ہیں اپریشن کی وجہ سے ایک آنکھ کی بینائی کمزور ہو گئی ہے نیز بندہ بھی چند ایک پریشانیوں میں مبتلا ہے،

(بشارت احمد۔ واقف زندگی کارکن دفتر وقف جدید۔ ربوہ)

۶۔ میرے ماموں مکرم نیک محمد صاحب کو بعض مشکلات درپیش ہیں۔ نیز ان کے کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے۔ نیز میں اپنی والدہ صاحبہ کی صحت درازی عمر اور مشکلات دور ہونے اور اپنے بھائیوں اور بہنوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہوں۔

(فاطمہ بیگم۔ ربوہ)

۷۔ میرا بچہ بعمر ۲ سال بہت کمزور ہے اور بیمار رہتا ہے نیز میرے ماموں عبد القدیر صاحب حیدر آباد کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے (غلام فاطمہ ربوہ) احباب ان سب کے لئے دعا فرمادیں۔

نظارت تعلیم کے اعلانات:۔

ٹریننگ ریلوے اپرنٹس ڈرافٹس مین

اسامیاں ۳۰۔ دو سالہ ٹریننگ سول انجینئرنگ۔ وظیفہ دوران ٹریننگ ۱۲۰ ماہوار سال اول ۱۳۰/- ماہوار سال دوم سکیل ۱۷۵ - ۳۵۰ الاؤنسز علاوہ۔
شرائط۔ میٹرک سائنس و ڈرائنگ سیکنڈ ڈویژن عمر ۶۵/۲/۱۰ کو ۱۶ تا ۲۴۔
درخواستیں ایک روپیہ کی فارم ۶۵/۲/۱۰ تک معرفت دفتر روزگار۔ (پ۔ٹ ۶۵/۱/۲۸)

امتحان آر ٹی او سرٹیفکیٹ

پاکستان ٹیلیگراف و ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ کا آئندہ آر ٹی او سرٹیفکیٹ امتحان کراچی۔ لاہور ڈھاکہ چٹا گانگ میں بماہ مارچ ہوگا۔ فارم اور سلیبس ڈی ای ریجنل ٹیلی کام سے طلب ہوں درخواستیں مجوزہ فارم میں بشمول تین عدد پاسپورٹ سائز فوٹو ۶۵/۲/۲۲ تک بنام ڈویژنل انجینئر ریجنل ٹیلی کام ٹریننگ سکول مالیر۔ کراچی ۲۷۔ (پ۔ٹ ۶۵/۱/۲۹)

داخلہ ان ویسٹی گیٹرس

گریڈ ۳۳۵ - ۲۵ - ۵۸۵ الاؤنس علاوہ شرائط ایم اے اکنامکس سیکنڈ ڈویژن عمر ۲۵ تک۔ درخواستیں ۶۵/۲/۱۵ تک بنام سیکرٹری کمیشن ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ پاکستان سیکرٹریٹ بلاک ۹۱ کراچی (پ۔ٹ ۶۵/۱/۲۲)

اردو ٹیچرز کو ایس وی امتحان کی اجازت

حسب فیصلہ حکومت مغربی پاکستان اردو اساتذہ کو ایس وی سرٹیفکیٹ امتحان ۱۹۶۵ء میں شمولیت کی اجازت شرائط میٹرک پورے مضامین منظور شدہ سکول میں ٹیچر درخواستیں ۶۵/۲/۱۰ تک معرفت ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز
(پ۔ٹ ۶۵/۱/۲۴)

(ناظر تعلیم ربوہ)

جہاں تم ظاہر کی اصلاح کی کوشش کرو وہاں باطن کی اصلاح میں بھی کوشاں رہو

جب تم ظاہر اور باطن دونوں کو ملاؤ گے تو پھر تم تعلق باللہ میں ترقی کرتے چلے جاؤ گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ظاہر اور باطن دونوں کو درست کرنے اور اس طرح تعلق باللہ میں ترقی کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا ہے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باطن پر زیادہ زور دیا ہے اس لئے ہماری جماعت پر ظاہر پر عمل کرنے کی عادت کم ہوتی جا رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں صحابہؓ جتنے روزے رکھتے تھے اتنے ہماری جماعت نہیں رکھتی۔ صحابہؓ جتنی نمازیں پڑھتے تھے وہ ہماری جماعت میں نہیں پائی جاتیں۔ ہمارے نوجوانوں میں تہجد اور نوافل پڑھنے کی عادت بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایسے نوجوان پائے جاتے تھے جو تہجد اور نوافل باقاعدہ پڑھتے تھے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آج کل لوگ عموماً یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اصل چیز تو دل کی محبت ہے باقی سب چیزیں ظاہری ہیں جن کی خاص ضرورت نہیں روحانیت کی مثال دودھ کی سی ہے کیا دودھ بغیر پیالے کے رہ سکتا ہے پیالہ ہوگا تو دودھ باقی رہے گا اسی طرح بے شک باطن ہی اصل چیز ہے لیکن وہ ظاہر کے بغیر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہمیں سوچنا چاہیئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کا باطن خدا تعالےٰ کی محبت سے معمور تھا کیا انھوں نے نمازوں میں کمی کر دی تھی۔ آپ کی نمازوں کے متعلق تو آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں سوج جاتے ہیں تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اتنی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں کیا خدا تعالےٰ نے آپ سے وعدہ نہیں کیا اس نے آپ کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا

الا اکون عبدا شکورا

عائشہ اگر خدا تعالےٰ نے مجھ پر یہ احسان کیا ہے تو کیا میرا فرض نہیں کہ میں اس کا اور زیادہ شکریہ ادا کروں۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اپنے عظیم الشان مرتبہ کے پھر بھی نماز پڑھتے ہیں فرض پڑھتے ہیں سنتیں پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی نوافل اور ذکر الٰہی سب جاری رکھتے ہیں تو ہمارا یہ خیال کر لینا کہ ہم ان کے بغیر خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کر لیں گے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے جو چیزیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے ضروری ہیں وہ چیزیں ان سے کہیں زیادہ ہمارے لئے ضروری ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دل روحانیت سے معمور تھا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو بلند مرتبہ حاصل تھا اگر آپ کو باوجود ان باتوں کے ظاہری عبادتوں کی ضرورت تھی تو ہمارے لئے تو ان کی بہت زیادہ ضرورت ہے ہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم صرف چھلکے کو ہی کافی نہ سمجھ لیں کیونکہ کسی کام کو صرف ظاہری طور پر کر لینا اور باطن کا خیال نہ رکھنا بے فائدہ ہوتا ہے مثلاً نماز ہے نماز صرف ظاہری طور پر پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ دل بھی اس میں شامل ہو۔ صرف سر اٹھانا اور گرا لینا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا

پس یہ ضروری ہے جہاں تم ظاہر کی اصلاح کی کوشش کرو۔ وہاں باطن کے لئے بھی کوشش کرو۔ جب تم ظاہر اور باطن دونوں کو ملاؤ گے۔ تو پھر وہ چیز پیدا ہوگی جس سے تم محسوس کرنے لگو گے کہ تمہارے اندر کوئی نئی چیز پیدا ہو گئی ہے۔ دنیا میں معمولی سے معمولی تغیر پیدا ہوتا ہے تو ہمیں محسوس ہوتا ہے مثلاً جگر بڑھ جاتا ہے یا تلی بڑھ جاتی ہے تو انسان کہنے لگتا ہے کہ مجھے بوجھ سا معلوم ہوتا ہے انسان بیٹھتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ اسے بیٹھنے میں کوئی روک محسوس ہوتی ہے۔ مثانہ میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے تو پیشاب کرتے ہوئے انسان محسوس کرتا ہے یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جب پیدا ہو کر انسان کے اندر ایک احساس پیدا کر دیتی ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان کا خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا ہو اور پھر اس کا احساس پیدا نہ ہو جب بھی کوئی چیز انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اس کا احساس بدل جاتا ہے اسی طرح جب اس کے اندر اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی نئی چیز پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا خدا تعالیٰ پر یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جب وہ اس کے آثار دیکھتا ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ ایک نئی برکت والی چیز ہے۔ عذاب والی نہیں اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ظاہر اور باطن دونوں ایک ہوں۔ روحانیت بھی ایک بچہ ہے جس طرح بچہ کے لئے روح اور جسم دونوں چیزوں کی ضرورت ہے جب یہ دونوں چیزیں آپس میں ملتی ہیں تو ان سے رؤیت الٰہی پیدا ہوتی ہے عرفان پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا دیدار حاصل ہوتا ہے اور ان دونوں چیزوں سے ہی ایمان کامل ہوتا ہے اور ہماری جماعت کو ان دونوں کے پیدا کرنے اور ان کو زیادہ سے زیادہ مکمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔ (الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۶۲ء)

محترمہ کرم بی بی صاحبہ وفات پا گئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

میری خوشدامن محترمہ کرم بی بی صاحبہؓ زوجہ رسالدار خداداد خان صاحبؓ نے بتاریخ ۲۷ جنوری بمقام حیدر آباد بعمر ۹۰ سال وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میت بذریعہ جناب ایکسپریس ۲۹ جنوری کو ان کے صاحبزادے سردار عطاء اللہ خان صاحب اور سردار سیف اللہ خان صاحب ربوہ لائے۔

نماز جنازہ جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس نے بعد نماز عشاء پڑھائی اور مطابق وصیت نمبر ۳۳۲۴ قطعہ صحابیات میں مدفون ہوئیں۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے اور ان کے لواحقین کی دینی و دنیوی فلاح کے لئے دعا فرمائیں۔

(مرزا عبد الرؤف۔ امیر جماعت احمدیہ کیمبل پور)

شکریۂ احباب

میرے شوہر مکرم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب مرحوم سیکنڈ ماسٹر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ کی افسوسناک وفات پر ربوہ کے کثیر التعداد بہنیں اور برادران تعزیت کے لئے آئے خصوصاً خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور ممبران سٹاف تعلیم الاسلام ہائی سکول نے تشریف لا کر ہماری بہت حوصلہ افزائی فرمائی اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے باہر سے بھی احباب آئے ہیں اور خطوط اور تاروں کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے لہٰذا اخبار کے ذریعہ تمام ان بھائیوں اور بہنوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے کسی رنگ میں بھی ہمارے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور ہمارے غم میں شریک ہو کر ہمارے غم کو ہلکا کیا ہے اور دکھے دلوں کی تسکین کا باعث بنے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ میرے بچے ابھی چھوٹے ہیں اور تعلیم حاصل کر رہے ہیں احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کا خود کارساز اور کفیل اور ہر لحاظ سے حافظ و ناصر ہو اور مرحوم کی خواہش کے مطابق میری اولاد کو دین کا خادم بنائے۔ آمین۔

غمزدہ سکینہ بیگم
محلہ باب الابواب ربوہ

جماعت احمدیہ کی چھیالیسویں مجلس مشاورت

۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ مارچ ۱۹۶۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوگی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ چھیالیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ امان ۱۳۴۴ ہش مطابق ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ مارچ ۱۹۶۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام ربوہ منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے جلد دفتر ہذا میں اطلاع بھجوائیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

درخواست دعا

میرے والد مکرم عبد الغنی صاحب دفتر روزنامہ الفضل کافی دنوں سے بہت بیمار ہیں اور سخت تکلیف میں ہیں احباب سے ان کی شفائے کامل و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے (رفیق احمد۔ ربوہ)